ابن باجہ کا نظریۂ الحان و نغمات

ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی

ابن باجہ کا پورا نام ابوبکر محمد بن یحییٰ ابن الصائغ ہے۔ (وفات ۵۳۳/۱۱۳۸ م) اُندلس کے مشاہیر فلاسفہ میں سے تھے بلکہ حسب بیان ابن ابی اصیبعہ ابن رشد کے اساتذہ میں سے تھے۔ اپنے معاصرین میں بلا شک وشبہ فلسفہ ارسطو کے نہایت جلیل القدر شارح سمجھے جاتے تھے بلکہ یہ کہنا کسی طرح خلاف واقعہ نہیں کہ یونانی فلسفے کی تفسیر و وضاحت کرنے والے عرب مفکرین کے قائدین میں سے تھے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ابن باجہ کی تالیفات نے ابن رشد کی تفسیری تالیفات کے لئے راہ ہموار کر دیا۔ ابن باجہ کے رسالہ اتصال العقل بالانسان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ مشہور معاصر فلسفی ابن طفیل کی فلسفیانہ کہانی "حی بن یقظان" اور ابن رشد کے رسالہ فصل المقال فیما بین الحکمۃ والشریعۃ من الاتصال" کا ماخذ کیا ہے۔ بہر کیف ابن باجہ کے فلسفیانہ نظریوں سے قطع نظر اس مقالے میں ابن باجہ کے نظریۂ الحان و نغمات کی تشریح مقصود ہے۔

ابن باجہ کی جو تالیفات دستیاب ہیں وہ آکسفورڈ انگلستان کے مشہور و معروف کتب خانہ بوڈلین کے مخطوطہ کی رہین منت ہیں جس کا نمبر ۲۰۶ اور اس کی کتابت ۶۴۳ - ۶۴۴ھ میں ہوئی تھی اور ۲۲۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ جنگ عظیم ثانی کے آغاز تک ایک اور قیمتی نسخہ برلن کے کتب خانے میں اہل ورڈٹ کی فہرست کے مطابق ۵۰۶۰ کے نمبر کے تحت موجود تھا مگر اثناء جنگ میں برلن کے نوادرات کے ساتھ کہیں دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا، اور یہ مخطوطہ مشرقی جرمنی کے کسی خزانے میں ایسا مفقود ہوا کہ لوگوں کی دسترس سے باہر ہو گیا۔ بوڈلین کے مخطوطے کی اہمیت فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے دوگنا ہو جاتی ہے، کیونکہ بعض رسائل صرف اسی میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے میں ان کا سراغ نہیں ملتا۔ آکسفورڈ کے قیام کے

زمانے میں یعنی ۱۹۵۰ - ۱۹۵۲ء میں غیر شائع شدہ حصوں کی نقل ہمراہ لے آیا تھا انہی رسائل میں ایک چھوٹی سی تحریر "فی الالحان" کے عنوان سے پائی جاتی ہے جس کا ترجمہ بعد کے صفحات میں پیش کیا جائے گا۔

ابن باجہ اپنے پیش رو معلم ثانی الفارابی کی طرح موسیقی میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ اور اپنے الحان و نغمات کی وجہ سے اپنے وقت میں شہرت عام حاصل کر چکا تھا۔ خود نہایت حساس اور لطیف المزاج شاعر تھا۔ اس کے مرثیے اور دوسرے نغمات بڑی پسندیدگی سے سنے جاتے تھے۔ بقول ابن سعید المغربی (م سنہ ۱۲۷۴ء) ابن باجہ کی کتاب الموسیقی مغربی ممالک میں ویسی ہی مشہور و معروف تھی جیسی الفارابی کی کتاب مشرقی ممالک میں ہر دلعزیز تھی۔ فارمر کا بیان ہے کہ باوجود ہر دلعزیزی اور شہرت کے ان کی کوئی تحریر دستیاب نہ ہو سکی۔

ابن باجہ کی تالیفات کا ایک تیسرا مجموعہ اسکوریال لائبریری میں رقم ۶۱۲ کے تحت محفوظ ہے مگر اس نسخے میں علم منطق کے رسائل و حواشی محفوظ ہیں اور طب و فلسفہ نیز تصوف کے رسائل اس میں شامل نہیں غالباً فارمر کی مراد کتاب الموسیقی سے ہے ورنہ بوڈلین کے مخطوطہ کی ان کو خبر تھی۔ ممکن ہے کہ یہ تحریر جو آخری حصہ میں "قولہ فی الالحان" کے عنوان سے درج ہے فارمر کی نظر سے گذری ہو یا ممکن ہے کہ ابن باجہ کی شہرت کے پیش نظر یہ تحریر نہایت ناقص وغیر اہم سمجھی گئی ہو۔

اس میں شبہہ نہیں کہ مؤرخین کے بیان کے مطابق ابن باجہ کی عظمت موسیقی میں بھی مسلم تھی اور اس لحاظ سے یہ تحریر واقعی بہت مختصر ہے البتہ مضمون کے لحاظ سے اس کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

فلاسفۂ اسلام یعقوب الکندی، الفارابی، ابن سینا کی تصنیفات علم موسیقی میں تیسری چوتھی اور بعد کی صدیوں میں بھی متداول رہی ہیں اور اس کے عملی مظاہرہ کرنے والے موسیقار تو عہد خلافت کی ثقافت اسلامیہ کا نمایاں جز رہے ہیں جس کی شہادت میں اصفہانی کی کتاب الاغانی کا نام لینا کافی ہے۔

عرب فلسفیوں نے موسیقی کو ریاضیات کا حصہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ علم عدد پر مبنی ہے اور اسی مناسبت سے آواز کی کمی، زیادتی، شدت و رقت، بھاری پن اور ہلکے پن میں بتدریج تغیر پیدا کیا جاتا ہے۔ اور صوتی نیز آلاتی دونوں قسم کے نغموں میں یہ تغیر کارفرما ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب موسیقاروں نے دونوں قسم کی

دھنوں اور لحنوں میں عام طور پر تفصیلات نہیں بیان کی ہیں۔ کم از کم ابن باجہ کے رسالہ میں ان کا ذکر نہیں آواز کی بلندی و پستی، لوچ اور سانس کے طوالت وغیرہ کو صوتی نغموں میں بڑا دخل ہے آلاتی نغموں کا تغیر و تبدل انگلیوں کی حرکات مضراب سے ضرب لگانے کی کیفیات پر موقوف ہے یہ عملی موسیقی کی تفصیل ہوئی۔

فلاسفہ علمی یا نظری موسیقی کو پانچ اجزار میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ ابتدائی اصول، کہ کیونکر اس علم کے ابتدائی اصول کو استعمال کیا جائے۔

۲۔ موسیقی کے اصول و قواعد، کہ کس طرح نغمے پیدا ہوں ان کے اعداد کیا ہوں کیسے ہوں اور ان کی قسمیں اور پھر ان کی آپس میں کیا نسبتیں ہیں۔

۳۔ اصول و قواعد اور آلات موسیقی میں مطابقت کی تشریح ہونی چاہیئے، کہ ان کی ترتیب کیا ہو؟ آلات کیسے بنائے جائیں وغیرہ۔

۴۔ طبیعی اوزان و الحان کی قسمیں۔

۵۔ الحان کی ترکیب اور ان کے طریقے۔

فارابی ان اجزا کی تقسیم کے بعد بیان کرتا ہے کہ یہ مرکب نغمے کچھ تو پسندیدہ ہوتے ہیں کچھ نہایت ناپسندیدہ، پھر ان کو مناسب اشعار پر منطبق کرتے ہیں، لے، کے پیدا کرنے یا ظہور پذیر ہونے میں کواکب کی منازل، اور آب و ہوا اور فضائی تغیرات کا بڑا اثر ہوتا ہے، اس لئے مناسب موقعوں پر ان کے موافق نغمے اور الحان کا اظہار کرنا چاہیئے۔ کہ موقعے کی مناسبت سے فضا اور طرز ادا وغیرہ سب مؤثر ہیں۔

انیسویں صدی عیسوی سے آج تک مغربی سیاست کے غلبہ کے ساتھ مغربی ثقافت کی مقبولیت بتدریج بڑھتی گئی۔ اور اب یہ حال ہے کہ ثقافتی نقطۂ نظر میں پوری طرح اور روزمرہ زندگی کے ثقافتی آداب و رسوم میں بہت بڑی حد تک، عالم اسلام اپنی اسلامی خصوصیات سے بیگانہ ہو چکا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ جو ممالک یورپ سے قریب تر ہیں یا تعلیم جدید سے زیادہ بہرہ ور ہیں ان میں یہ رنگ تیز اور گہرا ہے اور جو ممالک جس قدر دور ہیں اتنا ہی اپنی مقامی اور علاقائی خصوصیتوں کیساتھ وابستگی کی وجہ سے مغربی ثقافت سے

دور اور نسبتاً کم متاثر ہیں۔

موسیقی کا تعلق ثقافت سے ہے اس لئے اس فن میں بھی مسلمانوں کی خصوصیت تیزی کے ساتھ بدل چکی ہیں اور مشرقی موسیقی سے عربی موسیقی بہت دور جا پڑی ہے اور آج مغربی تہذیب و ثقافت کے تاثر سے مغربی موسیقی سے اس قدر گھل مل گئی ہے کہ دونوں میں امتیاز بے حد مشکل ہے۔

ابن باجہ کے اس مختصر رسالے سے چند باتیں بسہولت اخذ کی جا سکتی ہیں:

۱۔ زمین سے متعلق ساری کائنات پر زمین کو گھیرے ہوئے آسمان یعنی فلک اور فلکی اجرام کا اثر بہت گہرا ہے اور جس طرح کائنات کی حیات و ممات نیز نشوونما میں یہ اثر نمایاں ہے اسی طرح انسان کے پیدا کردہ گانے نغمے اور الحان پر یہ اثر مترتب ہے جس کی تشریح اس رسالے میں مجملاً مگر معقول طریقے پر کی گئی ہے۔

۲۔ دوسری بات جو عام طور پر مسلم ہے وہ یہ ہے کہ بعض الحان سے سننے والا خوش ہوتا ہے اور بعض سے غم کے احساس میں زیادتی ہوتی ہے اور سننے والا گریہ و زاری کرنے لگتا ہے۔

۳۔ الحان کی یہ خصوصیتیں آلات موسیقی سے سخت یا ہلکی آواز پیدا کرنے کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں۔ ابن باجہ نے ثقل و خفت کی مقدار میں تعیین کی کوشش کی ہے اور یہ کوشش ظاہر ہے فن کی مہارت پر موقوف ہے۔

۴۔ ابن باجہ نے علم موسیقی کے اصول بیان کرنے میں انگلیوں کی حرکات اور زخمہ لگانے کے طریقوں کو بھی بڑی اہمیت دی ہے، جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ علمی حیثیت سے اس رسالے کی اہمیت کا انکار ممکن ہے کیا جائے مگر علم موسیقی کے تاریخی ادوار کی تفصیل بیان کرنے کے لئے اس کی جو قدر و قیمت ہے اس سے اصحاب فن و تاریخ کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔

ترجمہ تحریر ابن ماجہ موسومہ فی الالحان

ابن باجہ (اللہ ان سے راضی رہے) کا کلام لحنون کے بارے میں، اللہ، رحم کرنے والے، بڑے مہربان کے نام سے شروع کرتا ہوں، اور اللہ ہی سارے امور میں توفیق دینے والا ہے۔ جاننا چاہئیے کہ مرکب نغمے افلاک کی گردش کے دوران اور صحیح مجریٰ کے مطابق عمل کرنے والی طبیعت کے نغموں کے ساتھ اختلاط

کی نسبتیں ہیں۔ اور جب اس تمثیل کا لوگوں نے قصد کیا، ان وہی نسبتوں سے تشبیہ دی، اور ان کو انسانی طبائع پر محمول کیا، تو ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنی مرکب طبیعتوں کی طرف متوجہ ہو اور جب مشابہت پیدا ہو جائے اور طبیعتیں موافق ہو جائیں، تو نفس کو قیام حاصل ہوگا، اس کی روحانیت بلند ہوگی، امداد پیدا ہوگا۔ اور سادگی ظاہر ہوگی۔ پھر نفس میں روحانی مادے سے وہ جذبات جاری ہوں گے، جو انسیت پر نفس کو ابھاریں گے، یہی وجہ تھی کہ اہل نادرین اپنی لذات کی تدبیر کا ارادہ کرتے ہیں، تو نغمات و خوش آوازی کے ساتھ ایسے اشعار اخذ کرتے ہیں جو اصل غرض میں غور و خوض کرنے میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ پسندیدہ رائے ان کی اطاعت کرتی ہے اور ان کا خوشنما مذہب صواب و درستگی کی موافقت کرتا ہے۔ چنانچہ عود پر کھیلنے والا اگر فن کا پکا اور سمجھدار ہے اور چاہتا ہے کہ کسی صفراوی مزاج والے کو حرکت میں لائے اور نہایت مؤثر احساس پیدا کرے تو زیر کے چھیڑنے پر اصرار کرتا ہے۔ کیونکہ زیر اور صاحب صفرا میں خفت و لطافت کی مناسبت ہے، جو اس کو سرور میں لاتی ہے۔ اس طرح دموی مزاج والے کو حرکت میں لانا مقصود ہوتا ہے تو مثنی پر ضرب لگاتا ہے کہ دونوں میں مناسبت ہے، چنانچہ اس آواز سے دموی المزاج میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور اس میں خوشی اور فرحت پیدا ہوتی ہے، مثنی کا وزن زیر کے وزن کا دگنا ہوتا ہے۔ اور جب کسی بلغمی مزاج والے کو متحرک کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے مزاج کی مناسبت سے بم پر ضرب لگانے پر اصرار کرتا ہے، جس سے حزن و غم کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ رونے لگتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے، بم کا وزن مثنیٰ کے وزن کا دوگنا ہوتا ہے۔ اور جب کسی بلغمی مزاج والے کو متحرک کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے مزاج کی مناسبت سے بم پر ضرب لگانے پر اصرار کرتا ہے، جس سے حزن و غم کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ رونے لگتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے بم کا وزن مثنی کے وزن کا دوگنا ہے۔

اس طرح اس کی طبیعت کی مناسبت سے مناسبت سے مثلث پر ضرب لگاتا رہتا ہے کہ دونوں کی طبیعت میں زمین کی طبیعت کی خاصیت ہے، دونوں میں شدت اور جسم کی کثافت پائی جاتی ہے اس سے سخت رعب طاری ہوتا ہے اور جزع و فزع کرتا ہے کیونکہ سودا، فزع کی اصل ہے اور اس سے فزع پیدا ہوتا ہے۔ اس کا (مثلث کا) وزن بم کے وزن کا دوگنا ہے اور مثنیٰ کے وزن کا

چوگنا اور زیر کا آٹھ گنا وزن ہے۔

ابن باجہ کہتے ہیں خلاصہ کلام ہر طبیعت اور مزاج والا اپنے طریقے پر اپنی اپنی طبیعت و مزاج کے انداز متاثر ہوتا ہے۔

یہ بھی فرماتے ہیں کہ ضرب لگانے والا اگر چاہتا ہے کہ نغموں کو حقیقی طور پر پوری طرح ادا کرے اور سانس اپنے انتہا کو پہنچے تو ضروری ہے کہ چاروں مخارج کا خیال رکھے۔ یہ مخارج سینہ، حلق، پیشانی اور سر ہیں، سینے کے مقابل میں بم، حلق کے مقابل میں مثلث پیشانی کے مقابل میں مثنیٰ اور سر کی کھوپڑی کے مقابل میں زیر کو رکھے۔ کہ ان دونوں میں اور آواز میں مناسبت ہے، اور جب بھی آواز کو سر کی طرف اوپر لے جائے ضرب لگانے والے کا ہاتھ انہی نظام ترتیب کے ساتھ اوتار (تاروں) میں نیچے آئے جن کو حکماء نے چاروں انگلیوں کی مناسبت سے مقرر کیا ہے، چنانچہ سبابہ (شہادت کی انگلی) کے لئے مثنیٰ اور چھوٹی انگلی (بنصر) کے لئے زیر ہے۔

یہ بھی فرماتے ہیں کہ ضرب لگانے والے کو چاہیئے کہ بعض اوتار کو بعض کے ساتھ آواز پیدا کرنے (مجریٰ) میں مرکب کرنے یعنی ملانے سے پرہیز کرے کہ اس سے اوتار (تاروں) کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے اصول میں فساد برپا ہوتا ہے۔ یعنی زخمہ (مضراب) سے ان کو چھونے یا برانگیختہ کرنے سے (آواز میں) خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

ابن باجہ کہتے ہیں کہ یہ قواعد و اصول ہیں کہ ضرب لگانے والا اگر ان کی رعایت کرے گا تو الحان و نغمات صحیح طریقے سے اعتدال کے ساتھ پیدا ہوں گے، اور وہ اپنے ہم جنسوں پر فوقیت حاصل کر لے گا اور اس کا ہر روز اس کے گذشتہ دن سے بہتر رہے گا۔

ومن كلامه رضى الله عنه فى الالحان

بسم الله الرحمن الرحيم

والله الموفق فى جميع الامور

اعلم ان النغم التاليفية هى نسب اختلاط الافلاك ودورانها ونغم الطبيعة العاملة بالمجارى الصحيحة ولما راموا تلك الحكاية فشبهوا تلك النسب الوهميه، وحملوها على الطبائع الانسانيه، وجب لكل انسان ان يميل الى الطبائع المركبة فيه، فاذا وقع التشاكل وتوافقت الطباع قامت النفس فعلت وامتدت روحانيتها وانبسطت وجرى فيها من المادة الروحانية ما يبعثها على الانسية ولهذا كانت (الورقة ٢٢٢ و) الفرس اذا ارادت تدبير لذاتها ابتدّت بالنغم والغنا باشعار تشارك الغرض الذى يخوضون فيه فيطاع لهم الرأى الجميل ويوافق الصواب مذهبهم الجميل، وذلك ان ضارب العود اذا كان حاذقا فطنا، واراد ان يحرك صاحب صفراء ويهيجه الخ بالضرب على الزير فانه المناسبة التى بينهما فى الخفة واللطافة، يهيج له السرور، وكذلك اذا اراد ان يحرك صاحب الدم ويهيج سروره الخ بالضرب على المثنى للمناسبة التى بينهما، فلذلك يهيج الدموى المزاج ويبعث له السرور والجذل ويتحرك الفرح ووزنه ضعف وزن الزير.

واذا اراد ان يحرك صاحب البلغم الى طبعه الخ بالضرب على البم للمناسبة التى بينهما لكون طبيعتهما فيهيج له الاحزان، ويثير له الغموم والبكاء والنياحة ووزنه ضعف وزن المثنى،

وكذلك اذا اراد ان يحرك صاحب سوداء ويميل به الى طبعه الخ

بالضرب على المثلث للمناسبة التي بينهما لكون طبيعتهما طبع الارض فى حصافتها وغلظ جسمها، فيحدث له رعب شديد، وجزع، لان السوداء اصل الفزع فعنها يتولد، ووزنه ضعف وزن البم، واربعة اضعاف وزن المثنى وثمانية اضعاف وزن الزير،

قال وبالجملة فنرى كل صاحب طبع يتحرك حينئذ فى مذهبه على قدر طبعه

قال وينبغى للضارب اذا اراد ان يوفى النغم حقيقتها، ويبلغ بالانفاس غاياتها ان يلتفت الى المخارج (ا) الاربعة وهى الصدر والحلق والجبهة والرأس فيجعل بازاء الصدر البم للمناسبة التى بينهما والصوت، ويجعل بازاء الحلق المثلث، ويجعل بازاء الجبهه المثنى، ويجعل بازاء قحف الرأس الزير وكلما ارتفع الصوت الى الراس نزلت يد الضارب فى الاوتار على النظام و الترتيب التى جعلت الحكماء للاصابع الاربعة فانها جعلت للسبابة البم وللوسطى المثلث وللبنصر المثنى وللخنصر الزير،

قال ويحذر الضارب ان يركب بعض الاوتار لبعضها فى المجرى فيولد ذلك ضررا فى الاوتار وفسادا فى اصولها فى مسها (ب) المضراب اوحثها الضارب،

قال فهذه هى الاصول التى اذا راعاها الضارب مشت احواله ونغماته على السنن المستقيم والطريق القويم، وفاق ابناء جنسه وكان يومه خيرا من امسه

(ابن باجة)

(ا) المخطوطة : ان

(ب) ايضا : فمتى